13۔لالچی وزیر (ترجمہ)

بشیر احمد بلوچ

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
ریوڑ	بھیڑ بکریوں کا گلّہ	ضعیف الاعتقاد	کمزور عقیدہ رکھنے والا
ہولیا	ساتھ ہو کر روانہ ہو گیا	گڈریا	بھیڑ بکریاں چرانے والا
گھٹنے تہہ کرنا	گھٹنے سمیٹ کر / تہہ کر کے بیٹھنا	اسلوب	لکھنے کا انداز
دو زانو بیٹھنا	گھٹنوں کے بل بیٹھنا	لوک	روایتی
خوار	ذلیل	دودھ دھویا	دودھ نکالنا
ـــــ	قتل۔۔۔گے	ویران	جہاں انسان اور چرند پرند نہ ہو

مشق

سوال نمبر ۱۔ مختصر جوابات لکھیں۔

(الف) لوک کہانی کی تعریف کریں۔

جواب: لوک کہانیاں عوام کے خیالات و جذبات کی ترجمان ہوتی ہیں۔ لوک کہانیاں تحریری شکل میں نہیں ہوتی بلکہ سینہ بہ سینہ اور نسل در نسل چلتی رہتی ہیں۔ مختلف معاشروں، خطوں اور علاقوں کے سماجی، معاشی، سیاسی اور معاشرتی حالات ان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی کہانی کچھ

(ب) لوک کہانی پر کون سے عناصر اور عوامل اثر انداز ہوتے ہیں؟

جواب: لوک کہانیوں میں مذہبی اور دینی عقائد کی بجائے خوش اعتقادی اور ضعیف اعتقادی کا عمل دخل زیادہ ہوتا ہے۔ لوک کہانی کے ذریعے کسی بھی مخصوص علاقے یا خطے میں بسنے والے لوگوں کے رسم و رواج، طور طریقے، زندگی گزارنے کے ڈھنگ اور ثقافتی اقدار و روایات کا اظہار ہوتا ہے۔

(ج) بادشاہ نے وزیر سے کیا فرمائش کی؟

جواب: بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ ملک میں سب سے خراب چیز کل صبح مجھے لا دو۔

(د) وزیر نے ویرانے میں کیا دیکھا؟

جواب: وزیر نے بکریوں کا ریوڑ دیکھا۔ گڈریا اس کے ساتھ ہے اور کوئی نہیں۔ وزیر نے دیکھا کہ ساری بکریوں کے گلے میں سونے کی گھنٹیاں پڑی ہوئی ہیں۔

(ہ) سونے کا پہاڑ دِکھانے کے لیے گڈریے نے کیا شرط پیش کی؟

جواب: گڈریے نے کہا: میں اپنی بکریوں کا دودھ جس برتن میں کُتے ہو پلاتا ہوں۔ تم بھی دودھ اُس برتن میں پیو، جس طرح کُتا پیتا ہے۔

(.) گڈریے کے مطابق لالچ انسان کو کس حد تک گرا دیتی ہے؟

جواب: "لالچ" سب سے خراب چیز ہے۔ سب کو خوار کر دیتی ہے۔ گڈریے کے مطابق لالچ انسان کو گھٹیا سے گھٹیا کام کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ جس طرح لالچی وزیر نے سونے کے پتھر حاصل کرنے کے لیے گڈریے کے کُتے کے برتن میں کُتے کی طرح بیٹھ کر دودھ پینے کی شرط مان لی۔

سوال نمبر ۲۔ گڈریے اور وزیر کے درمیان ہونے والی گفتگو اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

جواب: وزیر نے ویرانے میں ایک گڈریے کو بکریوں کا ریوڑ چراتے دیکھا۔ وزیر نے دیکھا کہ ساری بکریوں کے گلے میں سونے کی گھنٹیاں پڑی ہوئی ہیں۔ وزیر نے گڈریے سے پوچھا کہ یہ پتھر تمہین کہاں سے ملے ہیں۔ گڈریے نے ایک پہاڑ کا بتایا۔ وزیر نے گڈریے کو پہاڑ پر لے جانے کا کہا۔ گدریے نے اگلے دن کا وعدہ کر کے وزیر کو اپنے ساتھ ٹھہرا لیا۔ صبح ہوتے ہی وزیر نے پہاڑ پر جانے کی اصرار کی تو گڈریے نے کہا کہ آج اُس طرف میرا جانا نہیں ہے۔ تم یہاں بیٹھے رہو۔ وزیر سے اتنا انتظار نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لیے اُس نے گڈریے سے بکریوں کے گلوں میں باندھے ہوئے پتھر دینے کا کہا۔ گڈریے نے کہا: میں پہلے بکریوں کا دودھ جس برتن میں کُتے کو پلاتا ہوں تم بھی دودھ اس برتن میں پیو جس طرح کتا پیتا ہے۔-------------------------دیتی ہے۔ گڈریے کے مطابق لالچ انسان کو گھٹیا سے گھٹیا کام کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔ جس طرح-------------------حاصل کرنے کے لیے گڈریے کے کُتے کی طرح بیٹھ کر دودھ پینے کی شرط مان لی۔

سوال: قواعد کے مطابق جملے درست کریں

(الف) وزیر تیار ہو گیا، کُتے کی طرح دودھ پینے کے لیے۔

(ب) دُنیا کی سب سے بُری چیز ہے لالچ۔

(ج) وزیر کی جب آنکھ کھلی آدھی رات کو۔

(د) گڈریے نے دودھ لیا، کتے والے گندے برتن میں۔

جواب: (الف) وزیر کتے کی طرح دودھ پینے کے لیے تیار ہو گیا۔

(ب) دُنیا کی سب سے بُری چیز لالچ ہے۔

(ج) آدھی رات کو جب وزیر کی آنکھ کھلی۔

(د) گڈریے نے کتے والے گندے برتن میں دودھ دھویا۔

(ہ) وہ اپنے گھٹنے تہہ کر کے دو زانو ہو کر بیٹھ گیا۔

سوال نمبر ۴۔ درج ذیل اقتباس کا خلاصہ لکھیں۔ جو اصل عبارت کی ایک تہائی سے زیادہ نہ ہو۔

آخر میں نے بے حیائی کا جامہ پہن لیا۔ پٹنا قسمت میں لکھا ہے تو یوں ہی سہی۔ یوں بھی پٹنا، دوں بھی پٹنا۔ پھر کام کر کے اپنے آپ کو مفت میں کیوں تھکائیں۔ نکمے کا خطاب ملتا ہے۔ تو ملنے دو، بُرا بھلا کہتے ہیں تو کہنے دو۔ اس کان سنو اُس کان اُڑادو۔ آپ کی بک بک کر تھک جائیں گے۔ یہ چال بھی گھور نے کی طرح کامیاب ہوئی۔ سب چیختے چلاتے مگر میں ٹس سے مس نہ ہوتا۔ جہاں کسی نے ذرا ہاتھ لگایا اور میں نے اس زور سے چیخ ماری گویا کسی نے گلا گھونٹ دیا ہے۔ کبھی کسی نے میری اس ترکیب کو دیکھ لیا تو راز کھل گیا۔ نہیں تو مارنے والا خود گھبرا گیا۔ دوسروں نے غل مچایا، کہ اے ہے! لونڈے کو مار ڈالا۔ کبھی تو مارنے والے صاحب مجھ سے زیادہ پٹ گئے اور کبھی ڈانٹ ڈپٹ ہو گئی۔ مگر ہم کام سے بچ گئے۔ مگر بابا "ہر فرعونے راموسی" چھوٹی صاحب زادی صاحبہ کچھ مجھ سے زیادہ تیز تھیں۔ خود ہی مجھے مارتیں اور خود ہی رونے بیٹھ جاتیں۔ بھلا ان کے مقابلے میں مجھ بچارے کی کیا ہستی تھی۔ الٹی مجھ پر ہی لے دے ہوتی، غرض اس لڑکی کے ہاتھوں ناک میں دم آگیا۔ مگر میں بھی بدلہ لیے بغیر تھوڑا ہی مانتا تھا۔ مارنے کی تو ہمت نہ ہوتی تھی ہاں کبھی بیگم صاحبہ ان پر خفا ہوتیں، تو میں بھی الٹی سیدھی بہت کچھ لگاتا۔ مہینہ مہینہ بھر پہلے کی باتیں یاد دلاتا۔ اگر قسمت نے یاوری کی تو کام بن گیا اور صاحبزادی صاحبہ کی خوب کندی ہو گئی، نہیں تو لترا پے کا الزام لگا۔ بیگم صاحبہ نے بیٹی کا غصہ مجھ غریب پر اُتار لیا۔

جواب: عنوان: <u>ڈھیٹ پن کا مظاہرہ</u>

آخر میں بنے بھی ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کیا۔ سوچا کہ اگر پٹنا ہی میری قسمت میں لکھا ہے تو پھر کام کر کے اپنے آپ کو کیوں تھکاوں۔ اگر نکمے کا خطاب ملتا ہے تو ملتا تہے، چناچہ سب مجھ پر چیختے چلاتے لیکن مجھ پر کوئی اثر نہ ہوتا۔ اور اگر کوئی ذرا بھی ہاتھ لگاتا تو آسمان سر پر اُٹھاتا لیکن اتنا ڈھیٹ بننے کے باوجود بھی چھوٹی صاحب زادی مجھ سے تیز نکلی۔ وہ مجھے مارتی اور خود رونا شروع کر دیتی۔ اس لیے میں اُن سے تنگ آگیا تھا لیکن بیگم صاحب اُس پر غصہ ہوتی تو میں اور بھی چغلی کر کے اُس کے غصے کو ہوا دیتا۔ کبھی اس میں، میں کامیاب ہوتا اور کبھی چغلی کھانے پر خود بھی پٹتا۔